مجموعہ تصوّف

فی

مشاہداتِ نقیبی



حضرت خواجہ صوفی فقیر محمد نقیب اللہ شاہ صاحب قادری چشتی نقشبندی ابوالعلائی جہانگیری

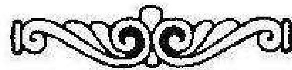
از: قادری محمد طفیل

درباری قوال
آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف
قصور

مجموعۂ تصوف

فی

مُشاہداتِ نقیبی

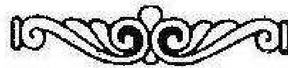


اشاعت بر موقع عرس پاک

سلطان العارفین والعاشقین وارثِ علوم النبیین حضرت سیدنا

شاہ مخلص الرحمٰن جہانگیر ہدا

قادری سہروردی ابوالعلائی



بتاریخ

۱۰، ۱۱، ۱۲ ذلقیعد ۱۴۱۱ھ بمطابق ۲۵، ۲۶، ۲۷ مئی ۱۹۹۱ء

نقیب آباد شریف ضلع قصور (پاکستان)

انتساب

میں نہایت ادب و احترام اور خلوص دل کے ساتھ چند واقعات و مشاہدات ، غزلیات و اشعار اہل سلسلہ اور والی سلسلہ پیر طریقت حضرت قبلہ صوفی الحاج فقیر محمد نقیب اللہ شاہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی بارگاہ عالیہ میں پیش کر رہا ہوں ۔

صدہا بار امید مقبولیت :۔

گر قبول افتدز ہے عزو شرف

عرض مصنف

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں مجھ پر میرے محسن بھائی صوفی خاکسار احمد صاحب کا بڑا احسان ہے کیونکہ جب میں نے قبلہء عالم سے اس کتاب کی اجازت، طلب کی تو وقت بہت کم تھا جس کی وجہ سے میں کچھ بھی نہیں لکھ سکتا تھا۔ بہت ہی تھوڑا میں نے لکھا تھا اور جب اپنے بھائی صوفی خاکسار احمد صاحب سے عرض کیا کہ وقت بہت کم ہے کتاب چھپ نہیں سکتی تو انہوں نے کہا کوئی بات نہیں جتنا چاہیں آپ تحریر کریں یہ کام ہم کر دیں گے ان کی اس معاونت اور تسلی پر میں ان کا بہت ہی مشکور و ممنون ہوں ۔ لیکن اس بات کی از حد کمی محسوس کرتا ہوں کہ عجلت میں اپنے بہت سے بھائیوں سے مشورہ نہیں کر سکا۔ امید ہے کہ وہ مجھے معاف فرما دیں گے ۔

محتاج کرم

قادری محمد طفیل نقیبی

درباری قوال آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف

قصور

پہلی حاضری

یہ 64 ۔ 1963ء کی بات ہے کہ میں مصطفیٰ آباد (للیانی) میں محفل سماع کے پروگرام میں شامل ہونے کیلئے جارہا تھا راستے میں ایک برگزیدہ ہستی سے میری ملاقات ہوئی جن کا اسم گرامی جناب صوفی محمد الدین چشتی نظامی تھا انہوں نے فرمایا کہ بھلو شریف میں جہانگیر ی سلسلہ کا عرس شریف ہو رہا ہے قوال تو وہاں کافی آئے ہوئے ہیں لیکن تم بھی ذرا قسمت آزمائی کرو اور خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضری دو ۔ کافی انکار و تکرار کے بعد حکم کی تعمیل کرنا پڑی ۔ اور میں بھلو شریف اتر گیا بمع پارٹی میں نے انتظامیہ کے ایک آدمی سے عرض کیا کہ میں قوال ہوں اور در اقدس پر حاضری کیلئے آیا ہوں اس نے کہا کہ آپ واپس جا سکتے ہیں کیونکہ حضرت صاحب بن بلائے قوال کو ٹائم نہیں دیتے۔ ہم ساز و سامان اٹھا کر واپس جانے لگے تو ایک آدمی نے ہمیں دیکھ کر کہا بھائی تم حضرت صاحب سے ملاقات تو کرتے جاؤ۔

چنانچہ میں نے حضرت صاحب سے ملاقات کی،قدم بوسی کے بعد عرض کیا سرکار میں قوال ہوں اور درِ اقدس پر حاضری کیلئے آیا ہوں سرکار فرمانے لگے تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے عرض کیا سرکار میں قصور کا رہنے والا ہوں۔حضرت صاحب نے مسکرا کر فرمایا قصور کس کا ہے تو میں نے عرض کیا سرکار قصور تو میرا ہی ہے سرکار نے فرمایا اگر قصور تمہارا ہے تو تم کو ٹائم ضرور ملے گا یہ نگاہ ولی کا تصرف تھا کہ مجھ کم سن اور ناسمجھ کو یہ شعور بخشا کہ ایسے پیچیدہ سوال کا جواب دے سکوں۔

شعر

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ تیرے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

فن کے لحاظ سے میرا ابھی آغاز ہی تھا اپنے قبلہ محترم استاد سنتو خان صاحب سے ابھی فارغ التعلیم ہوا ہی تھا کہ سرکار کی نگاہ کرم نے در اقدس پر بلا لیا۔ سرکار نے مجھے قوالوں کے بعد ٹائم عنایت کیا اور میں نے یہ کلام پیش کیا

کلام:-

تورے چرن لاگی اب کت جاؤں پریتم ڈوراں گل پئیاں
او گنہاری وچہ کوئی گن ناہیں یار بنھا دیں گل پئیاں

اڈیورے گگوا دیس پیا کے آکھ سناویں جوگیاں
آپ آؤ یا موہے بلاؤ میں گیاں میں مرگیاں

دید تیری نوں خواجہ اکھیاں ترسن
وانگ ساون دے برس رئیاں

خواجہ جنہاں دے آوے جاوئے
اوہ سہاگن سب سیاں

کھاون پیون سب تج چھوٹا
اکھیاں تو رے سنگ لگ رہیاں

آسہاگ دا چارہا من میرے
ہور سہاگن سب سیاں

نصیب کی بات تھی اور قسمت نے ساتھ دیا کہ چرنوں میں جگہ مل گئ اور گل پیاں کی منظوری ہوگئ جو کہ آج تک چلی آرہی ہے چنانچہ قبلہ عالم قوالی سن کر بہت خوش ہوئے ۔ مجھے اچھی خاصی رقم عطا کی اور میں خود بھی بہت متاثر ہوا کیونکہ میں نے پہلی باربا ادب طریقے سے محفل سماع کا پروگرام ہوتے دیکھا تھا اہل سلسلہ بھائیوں نے مجھے مبارک باد دی اور بہت خوش ہوئے اور بہت ہی چاہت کے ساتھ مجھ سے میرا پتہ پوچھتے تھے

چنانچہ سرکار نے مجھے حکم صادر فرمایا کہ تم ہرماہ کی پانچ تاریخ یعنی چھٹی شریف پر آیا کرو ۔ ہم خواجہ صاحب کی چھٹی شریف منایا کرتے ہیں لہٰذا میں نے حاضری دینا شروع کر دی ۔ سرکار نگاہ کرم سے نوازتے گئے اور آخر سرکار نے دو سال کے بعد عرس مبارک پر درباری ہونے کا اعلان کر دیا اسی نسبت کی وجہ سے اس ناچیز کو پاکستان کے کونے کونے میں اہل سلسلہ اور دیگر لوگ اچھے لفظوں یاد کرتے ہیں ۔

کرم کی بات ہے عقل و خرد کی بات نہیں
جسے وہ چاہیں اپنا بناتے جاتے ہیں

مجھے اب آپ کی نسبت سے سب پہچان جاتے ہیں
نہ ہوتی آپ سے نسبت تو پہچانے کہاں جاتے

سرکار کی مہربانی کی بات ہے کبھی کبھی تو سرکار خوش ہو کر مجھے فرماتے ہیں تم کس کے طفیل ہو میں عرض کرتا ہوں سرکار میں آپ کے طفیل ہوں ۔

جیسے میری بات بنی ہے تم بھی بات بنا لو
مظہر ہیں یہ نور خدا کے ان سے آنکھ ملا لو

یہ شعر میری ایک خود کہی ہوئی غزل کا ہے اور میرے حال سے وابستہ ہے کیونکہ میں

نے آنکھوں سے دیکھا ہے کہ سرکار کے فیض کا چشمہ ہر وقت جاری ہے جس سے ہر روز ہزاروں ' لاکھوں کی تعداد میں لوگ فیض یاب ہوتے ہیں۔
اب ہم سرکار کے دیگر معمولات اور طریقہ کار کی طرف آتے ہیں۔

سنّتِ نبوی کا مظہر

آج سے چودہ سو سال قبل حضور پر نور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم احمد مجتبیٰ دائیٔ دو جہاں ' حامیٔ بیکساں ' مونس انس و جاں ' تاجدار مرسلاں جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ نے گمراہ انسانیت کو ہدایت فرما کر کمال انسانیت کے مرتبہ کمال تک پہنچا کر احسان عظیم فرمایا کہ "کل مومنون اخوۃ" تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور آپس میں رشتے جوڑنے کا حکم صادر فرمایا آپؐ نے دین اسلام کی جو تعلیم دی وہ صحابہ تابعین تبع تابعین اولیاء اور صلحاء کے ذریعے ہم تک پہنچی آج اس پر فتن دور میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم کو عام کرنے کیلئے اور حضورؐ کی سنت طیبہ کو زندہ کرنے کے لئے ہمارے قبلہء عالم حضرت پیر الحاج فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب نے ہم اہل اسلام بھائیوں کو اخوت و محبت کا وہی سبق دیا ہے جس کی ہمارے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تعلیم دی ہے۔

قبلہء پیر صاحب نے سرور کائنات کے نقش قدم پر چلنے کی خاطر اپنی زندگی صرف کر دی۔ آپ نے تمام اہل اسلام کو ایک دسترخواں پر کھانا کھانے کی تلقین کی اور خود نمونہ پیش کیا اور سب اپنے پرائے امیر و غریب کے ساتھ کھانا کھا کر دکھا دیا ایک دوسرے کا چھوڑا ہوا لقمہء بطور تبرک استعمال کیا بڑے بڑے امیروں نے اپنے غریب بھائیوں کے قدم چومنے کی ہر ممکن کوشش کی اور اسے اپنے لئے سعادت عظیم سمجھا آج ذات پات اور حسب و نسب کی خاطر لوگ قتل کرتے ہیں لڑائیاں اور جھگڑے جنم لیتے ہیں مگر قبلہء عالم نے اس تصور کو یکسر ختم کیا یہ ہے فقیر کی تعلیم کا اثر۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
که ازیں را فلاں ابن فلاں چیزے نیست

المختصر آپ ہر ہر کام میں اپنے ہر ہر عمل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ کا خیال رکھتے ہیں اور ہر عمل اسی کے مطابق کرتے ہیں اور پھر اولیاء کرام اور اپنے شیخ کے بتائے ہوئے اصولوں پر کاربند رہتے ہیں۔

سرکار کا طریقہ بیعت

قبلہ عالم سلسلہ عالیہ میں داخل کرتے وقت ہی انسانی وجود کی تشریح کرتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ یہ کون ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟

جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "**من عرف نفسہ فقد عرف ربہ**" اور بعد میں بیعت کرتے وقت فرماتے ہیں یا اللہ پاک اس کی توبہ کے ہم گواہ ہیں یا اللہ تو اس کے گناہ معاف کر دے اللہ کے فضل و کرم سے میرا عقیدہ ہے کہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور پاکیزہ زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے اسی پر میاں محمد صاحب عارف کھڑی شریف فرماتے ہیں

مرد ملے تے مرض گوا وے اوگن دے گن کردا
کامل پیر محمد بخشا لعل بناون پتھر دا

اک گناہ میرا ماں پیو دیکھے دیوے دیس نکالا
سو گناہ میرا مرشد دیکھے پردے پاون والا

بعد ازاں سرکار کلمہ شریف کا ذکر کرواتے ہیں اور کلمہ شریف کی حقیقت سے روشناس کرتے ہیں۔ نفی و اثبات کی تعلیم فرماتے ہیں جو کئی برسوں کے بعد دیگر پیر

اپنے مریدوں کو عطا کرتے ہیں ۔

لیکن میرے پیر کامل کا تصرف ہے کہ چند منٹوں میں مرید کو شریعت ' طریقت ' حقیقت اور معرفت کے علم سے بہرہ مند کر دیتے ہیں اور ذکر و فکر اور دیدار الٰہی حاصل کرنے کیلئے راستہ دکھاتے ہیں ۔

کبھی راستے کا پتہ دیا کبھی راستہ ہی دکھا دیا
یہ رضائے دوست کی بات ہے جسے چاہا اتنا صلہ دیا

ایسا ولی نہیں ، کوئی ایسا سخی نہیں
سرکار بچپن ہی سے واصل حق ولی ہیں

مریدین سے محبت اور پیار

آپ نے سکول کی تعلیم حاصل نہیں کی لیکن آپ ہر زبان میں مہارت رکھتے ہیں مثلاً " پشتو ' فارسی ' انگریزی ' عربی ' پنجابی ' ہندی ' پوربی اور آپ علاقائی زبانوں کو بھی اچھی طرح پہنچاتے ہیں جس علاقے کا آدمی ہو آپ اس کے ساتھ اسی زبان میں گفتگو کرتے ہیں اور سرکار کی گفتگو میں یہ تاثیر ہے کہ ہر مرید کو یہ یقین ہے کہ سرکار جس قدر مجھ سے پیار کرتے ہیں کسی اور سے نہیں کرتے آپ اکثر علامہ اقبال کا یہ شعر دھراتے رہتے ہیں ۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں

آپ اتنے درد دل والے ہیں کہ ہر کسی کا دکھ سکھ میں بدل دیتے ہیں آپ نے

لاکھوں ہزاروں کی تعداد میں غریب بچیوں کی شادیاں کیں اور ہزاروں لاکھوں غریب انسانوں کا مفت علاج معالجہ کیا ۔ سرکار دعا اور دوا کے سرچشمہ فیض ہیں آپ نے محبت کا پیغام سنا سنا کر ہزاروں کی تعداد میں ہندوؤں، سکھوں اور انگریزوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا اسی وجہ سے سرکار کے نام لیوا ہر ملک میں موجود ہیں ۔ آپ نے امیر و غریب گورے کالے، چھوٹے بڑے کو ایک دوسرے سے ہم شناس کیا آپ کی رسائی تمام عرب ممالک بلکہ یورپ تک ہے اور آپ کو جگت گورو کہہ کر پکارنے میں ملامت نہیں ہوتی آپ کے عقید تمندوں میں بڑے بڑے ذوق والے بڑے بڑے مخلص اور صاحب دل لوگ موجود ہیں صوفی سلیم اللہ شاہ صاحب جو کہ آپ کے مقرب خلفاء میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ باباجی کا جسقدر مسلمان ملکوں میں پرچار ہے اس سے کہیں زیادہ یورپ میں ہے حضرت صاحب کی داستان ہر ایک مرید سے وابستہ جسے قلم لکھ نہیں سکتی اتنی لمبی داستان ہے کیونکہ ہر آدمی کی وابستگی کچھ عجیب و غریب انداز میں ہے اور ہر شخص ایک مکمل کتاب ہے ۔

آپ کے تین صاحبزادگان ہیں جو صاحبزادہ عصمت اللہ شاہ صاحب، میجر عظمت اللہ شاہ صاحب اور حبیب اللہ شاہ صاحب ۔ آپ کے سب صاحبزادگان اپنے والد بزرگور سے ایک نیزگوار کی طرح ہی پیش آتے ہیں اور انہوں نے کبھی بھی اپنے خونی رشتہ کو فوقیت نہیں دی بلکہ ہمیشہ اپنے روحانی تعلق کو ایک مرید کی طرح استوار رکھا ۔ یہی وجہ ہے ہر دیکھنے والا ان صاحبزادگان سے ضرور متاثر ہوتا ہے اور ان سے مل کر خوشی محسوس کرتا ہے ۔

پیکر عفوو درگذر

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایبٹ آباد کے علاقے میں محفل سماع ہو رہی تھی اَ بدمعاش لڑکا محفل میں آکر بیٹھ گیا اور شرارتیں کرنے لگا وہ گستاخانہ انداز میں گا

کرنے لگا ہی تھا کہ اچانک اس کی آنکھیں بند ہوگئیں وہ چیخنے چلانے لگا اور کہنے لگا مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو بابا جی مجھے معاف کر دو اس نے جب یہ الفاظ بولے تو سب بھائی حیران ہوگئے بھائیوں نے جب اسے پوچھا تو وہ کہنے لگا میں محفل کو خراب کرنے کیلئے آیا تھا لیکن میری آنکھیں بند ہوگئیں ہیں مجھے بابا جی سے معافی دلا دو تو بھائیوں نے اسے اٹھا کر بابا جی کے قدموں میں ڈال دیا اور قبلہ عالم نے اسے معاف کر دیا اور وہ ٹھیک ہوگیا اور پھر اسی وقت وہ بیعت ہوگیا۔

ایک دفعہ ضلع جہلم کی علاقے موضع جستن میں ابھی محفل سماع شروع ہونے والی تھی اور تمام اہل سلسلہ بھائی مؤدب طریقے سے بیٹھے ہوئے تھے سینکڑوں کی تعداد میں بھائی موجود تھے کہ اچانک ایک لڑکا جو کہ بارہ چودہ سال کا تھا محفل میں آکر کہنے لگا۔ یہ کام غلط ہے۔ قوالی حرام ہے پیری مریدی کا سلسلہ بھی ناجائز ہے اس کی یہ باتیں بھائیوں سے برداشت نہ ہو سکیں وہ اسے پیٹنے کے لئے تیار ہو گئے ابھی ایک بھائی نے اسے پکڑ ہی تھا کہ حضرت صاحب فرمانے لگے اس کو چھوڑ دو کوئی بات نہیں اس کو کہنے دو جو کچھ کہتا ہے بس دو منٹ کے بعد ہی اس لڑکے نے توبہ کی اور قدم بوسی کے بعد محفل میں شامل ہو کر ناچنے میں مشغول ہوگیا بعد میں سلسلے میں داخل ہوگیا۔

ہمارے سلسلے کا رشتہ

خونی رشتے پر فوقیت رکھتا ہے

ابھی ۹۱ - ۴ - ۱۹ کی بات ہے تحصیل گجر خان کے ایک گاؤں دولتالہ میں ایک لڑکی والے خاندان کا موضع ڈھوک جٹاں میں رشتہ طے ہوگیا۔ اور بابا جی نے لڑکی والوں کو غریب سمجھ کر دس ہزار روپیہ بطور جہیز عنایت کیا لڑکی کا باپ سلسلے میں داخل نہیں تھا

عین موقعہ پر رشتہ لڑکی والوں نے توڑ دیا اور کہنے لگے کہ ہم کسی قیمت پر رشتہ نہیں دیں گے صبح بارات جانا تھی لڑکے والوں کا تمام بندوبست مکمل ہو چکا تھا حضرت صاحب نے لڑکی والوں سے دریافت کیا تو لڑکی کا باپ کہنے لگا کہ ہماری اور ان کی ذات پات نہیں ملتی ہمارے اور ان کے خاندان میں فرق پایا جاتا ہے چنانچہ حضرت صاحب نے فرمایا کوئی بات نہیں۔

ابھی یہ بات لڑکی والوں نے منہ سے نکالی ہی تھی کہ فورا" ہمارے سلسلے کے ایک مرد مجاہد صوبیدار صوفی سمندا صاحب نے اپنے مرشد کی قدم بوسی کرتے ہوئے عرض کیا سرکار میرے پاس دو لڑکیاں جوان ہیں میں دونوں لڑکیاں آپ کے حکم پر قربان کرتا ہوں۔

یہ بات کہہ دینے سے یا لکھ دینے سے چھوٹی لگتی ہے لیکن عملاً" بہت مشکل ہے اور بہت بڑی بات ہے لڑکی کے والدین نے وہ لڑکا نہیں دیکھا۔ گھر نہیں دیکھا گھر میں کسی قسم کی تیاری نہیں، حسب ونسب سے کوئی واسطہ نہیں جان پہچان نہیں اس مرد مجاہد نے اپنے پیر کی طریقت کو مدنظر رکھا اور سلسلے پر آن قربان کردی۔

تاہم وہی بارات اس شہر میں بلائی گئی اسی مقررہ وقت پر رسم شادی کو بروئے کار لایا گیا اسی طرح کے اور بھی بہت سے واقعات ہو چکے ہیں اسی طرح ہماری سلسلے کے ایک اور بھائی محمد نواز شاہ صاحب نے بھی اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے تمام رشتہ داروں کو چھوڑ کر اپنے والدین کے ساتھ بضد ہو کر اپنے سلسلے کی جملہ روایات کو قائم و دائم رکھا۔

ہر کہ پیرو ذات حق رایک نہ دید
نے مرید و نے مرید و نے مرید

سلسلہ جہانگیریہ میں اکثر خاندانی رشتے اسی سلسلہ کی نسبت سے طے ہوئے اور کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔

محفلِ سماع کا طریقہ

سماع کے وقت سرکار کا یہ حکم ہے کہ سب کے سب بمعہ قوال حضرات باوضو ہو کر دوزانوں بیٹھیں اور اپنے پروردگار سے رابطہ قائم رکھیں تصور شیخ میں مستغرق ہو کر محفل سماع کو سنیں۔

چنانچہ ایسے ہی ہوتا ہے تقریباً" عشاء کی نماز کے بعد محفل سماع حمد باری تعالیٰ سے شروع کی جاتی ہے۔ اس کے بعد نعتیہ کلام و عاجزانہ کلام پیش کیا جاتا ہے اور بزرگان دین کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں مثلاً" امیر خسروؒ" حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت بابا فرید الدینؒ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ، حضرت خواجہ علی احمد صابرؒ، حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت بو علی قلندرؒ و دیگر بزرگوں کے فرمودہ کلام کو ترجیح دی جاتی ہے سرکار محفل سماع کو عبادت سمجھ کر سنتے ہیں اور اتنے محو ہو کر سنتے ہیں کہ اگر سماع دس دن تک لگا تار ہوتی رہے تو بھی سرکار کا دل نہیں بھرتا اور ہر قوال کا ہر شعر ان کے ذہن میں ہوتا ہے اور اگر کوئی شعر زیادہ پسند آجائے تو سرکار اس شعر پر خود گرہ لگاتے ہیں اور وہ گرہ ایسی موزوں ہوتی ہے کہ شعر کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے اور وہی شعر محفل کی زینت بڑھا دیتا ہے محفل میں ایک عجب سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ ہر شخص وجد میں آتا ہے اور اپنی ذات کو بھول کر دیوانہ وار رقص کرنے لگتا ہے اور پھڑکنے لگتا ہے۔ جس کی وجہ سے سامعین کے دل روشن و زندہ ہو جاتے ہیں سرکار جب محفل میں جلوہ افروز ہوتے ہیں تو اسی وقت محفل پہ نکھار آجاتا ہے، انوار و عقیدت کی بارش ہو جاتی ہے اور عقیدتمند تصور شیخ میں محو ہو جاتے ہیں اور شیخ کے کرم کی بدولت ہر شعر ان کے لئے تازگی ایمان بن جاتا ہے۔ ایک عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے دل صیقل ہو جاتے ہیں اور لاکھوں کی بگڑی بن جاتی ہے سرکار کا ارشاد ہے کہ محفل سماع تبلیغ کا کام دیتی ہے۔ یہ صوفیاء کیلئے

مشعل راہ ہے سماع نااہل کیلئے حرام اور اہل دل کیلئے حلال ہے ۔ سماع عاجز لوگوں کا زاد سفر ہے

کرامات شیخ

نمبر۱ کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے ہم سرکار کے ساتھ گلگت جا رہے تھے آگے آگے بابا جی کی گاڑی تھی اور پیچھے پیچھے ہماری گاڑی تھی ۔ فاصلہ بہت کم تھا اچانک سرکار کی گاڑی کے آگے سے ایک جنگلی جانور گذرا ۔ ڈرائیور نے اسے بچاتے کیلئے بریک لگائی اور اسے پچھلی گاڑی کا خیال نہ رہا چنانچہ ہماری گاڑی جب سرکار کی گاڑی سے ٹکرانے لگی تو ہمارے ڈرائیور نے بچنے کیلئے گاڑی کا رخ دریا کی طرف کر دیا جب گاڑی دریا میں گرنے لگی تو باباجی کی نظر گاڑی پر پڑی سرکار نے دیکھتے ہی اپنا عصا مبارک کھڑا کرتے ہوئے فرمایا "ٹھہرو"۔ ہماری گاڑی فورا" رک گئی گاڑی آدھی سڑک کے کنارے اور آدھی دریا میں تھی چنانچہ ہمارے ڈرائیور نے اسی موقعہ کو دیکھ کر سرکار کے ہاتھ پر بیعت کر لی ۔

نمبر۲ ایک دفعہ ہم حضور کے ساتھ تلہ گنگ کے علاقہ میں ڈھوک چھوٹی کے اسٹاپ پر بیٹھے تھے تقریبا" تین گھنٹے تک گاڑی کا انتظار کرتے رہے لیکن گاڑی نہ مل سکی کیونکہ جو بھی گاڑی گذرتی تھی سواریوں سے بھری ہوتی ۔ جہاں سرکار تشریف فرما تھے وہاں سے تقریبا" ۴۰۰ گز کے فاصلہ پر مٹی کا تیل مہیا کرنے والی گاڑیاں کھڑی تھیں میں نے اپنے دل میں سوچا کہ سرکار وہاں سے ایک گاڑی منگوا لیں یوں کام نہیں چلے گا ۔ آپ کے لئے کیا مشکل ہے چنانچہ سرکار نے میرے دل کی آواز سن لی اسی وقت ایک آدمی آیا سرکار کی قدم بوسی کی اور کہنے لگا بابا جی چاء پیو گے بابا جی نے فرمایا چائے پلاؤ گے یا چاہ پلاؤ گے نیا آدمی تھا یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی بہرحال سرکار نے چائے منظور کر لی چائے پینے کے بعد اس شخص نے عرض کی کہ سرکار آپ

نے کہاں جانا ہے سرکار نے فرمایا ہم نے تلہ گنگ جانا ہے اس آدمی نے باادب عرض کیا اگر اجازت ہو تو میں اپنی گاڑی بھیج دوں چنانچہ جس گاڑی کیلئے میں نے سوچا تھا سرکار نے وہی گاڑی مہیا کر دی تو معلوم ہوا اولیاء اللہ دل کی باتوں کو سنتے اور جانتے ہیں۔

نمبر ۳:- آج سے پانچ سال قبل حضرت بابا بلھے شاہؒ صاحب کا عرس شروع تھا اور وہاں میرا افتتاحی پروگرام رات کے دس بجے تھا مجھے حضور نے پروگرام عنایت کرنے کیلئے بھلو شریف بلایا میں آستانہ عالیہ پر حاضر ہوگیا پروگرام طے ہوگیا تو میں نے عرض کیا سرکار بابا بلھے شاہ صاحب کا عرس ہے اور میرا دس بجے پروگرام ہے. پونے دس ہو چکے تھے سرکار نے اجازت دے دی اور میں سڑک پر آکر گاڑی کا انتظار کرنے لگا دس بجنے والے تھے لیکن مجھے کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی کہ میں کیسے قصور پہنچوں گا کیونکہ عرس شریف کی وجہ سے گاڑیاں بھری ہوئی آرہی تھیں اور انکی چھتیں بھی بھری ہوئی تھیں میں گھبرا گیا اور دوبارہ سرکار سے عرض کیا کہ سرکار مجھے کوئی گاڑی نہیں مل رہی حضرت صاحب نے مسکرا کر فرمایا کوئی بات نہیں اللہ پاک کوئی اسباب پیدا کر دے گا میں دوبارہ سڑک پر آکھڑا ہوا ہی تھا کہ ایک تیز رفتار کار میرے پاس سے گذری مجھے شک ہوا کہ یہ گاڑی میرے ایک بھولا نامی دوست کی ہے اتفاق کی بات ہے کہ میرے پاس سے ایک کچھوا سڑک پار کر رہا تھا کچھوئے پر ان کی نظر پڑ گئی انہوں نے تھوڑی دور جا کر خیال کیا کہ اس کچھوئے کو پکڑ کر دوائی بنائیں گے چنانچہ انہوں نے گاڑی واپس لائی تو کچھوا سڑک سے نیچے اتر چکا تھا اور گاڑی آکر میرے پاس رکی اور بھولا نے مجھے پہچان لیا اور کہنے لگا آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں میں نے کہا کہ میں اپنے پیرو مرشد حضرت نقیب اللہ شاہ صاحب کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تھا اور اب قصور جا رہا ہوں۔ چنانچہ میں گاڑی میں بیٹھ گیا اور ٹھیک وقت پر پہنچ گیا اب دیکھئے کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ پاک کوئی اسباب پیدا کر دے گا حالانکہ یہ بھی فرما سکتے تھے کہ گاڑی مل جائے گی معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ جو چاہتے ہیں وہ ہو کر

رہتا ہے حضور نے اسباب کا فرمایا تھا اور کچھوا سبب بن گیا اب اس میں کیا شک ہے
کہ سرکار اس زمانے میں ظاہر و باطن کے ولی حق ہیں۔

نمبر ۴ کافی عرصہ کی بات ہے حضرت صاحب آزاد کشمیر کے دورے پر تھے
برسات کا موسم تھا بارشوں کی کثرت سے ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو چکا تھا بھائی
ادریس شاہ صاحب کی بس تھی بس بھائیوں سے بھری ہوئی تھی ہم کالا ڈب سے کوٹلی
جا رہے تھے اور پانی کے نالوں پر آدمی کا پہرا تھا انہوں ہماری گاڑی کو آگے جانے سے
روک دیا کیونکہ کافی حادثات ہو چکے تھے لیکن قبلہ عالم فرمانے لگے ہم نے ضرور جانا
ہے کیونکہ خدا کی مخلوق انتظار کر رہی ہے حضرت صاحب نے جناب بھائی عزیز صاحب
کے پاس جانا تھا آج کل بھائی عزیز ڈی۔ ایس۔ پی کی ڈیوٹی کے فرائض سرانجام
دے رہے ہیں لیکن اس وقت یہ تھانیدار تھے ایک جگہ بہت بھیانک اور گہرا نالہ آیا۔
تمام بھائی بس کو دھکیل دھکیل کر تھک گے لیکن گاڑی مسلسل نالے میں ڈوبی جا رہی
تھی تمام بھائی اعلیٰ عقیدت کے مالک تھے ان کا یقین تھا کہ گاڑی ضرور آگے جائے گی
یہ مشکلات ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔ چنانچہ تمام کوششوں کے بعد جب ہم بیٹھ گئے تو
حضور مسکرا کر فرمانے لگے اس کو تھوڑا زور لگاؤ ابھی کسی نے ہاتھ لگایا ہی تھا اور کسی
نے نہ لگایا کہ گاڑی اوپر چڑھ گئی اور رات کے دو بجے کے قریب ہم پہنچ گئے محفل
سماع کا پروگرام کیا سرکار فرمانے لگے دیکھو! اگر ایسی مشکلات نہ پیش آئیں تو فقر کا
راستہ طے نہیں ہوتا۔

نمبر ۵ غالباً" 1964ء کی بات ہے کہ ضلع میانوالی تحصیل تلہ گنگ کے ایک
گاؤں چھوٹی میں بابا جی کا ایک ہی مرید محمد یاسین تھا اور واحد اپنے پورے خاندان سے
بابا جی سے مرید تھا باقی گاؤں والے اور رشتہ دار سب اس کے مخالف تھے کیونکہ وہ
اس مسلک کے نہیں تھے اور اس کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جب قبلہء عالم پیر
صاحب اور میں اس کے گاؤں پہنچے تو وہ بھائی مجھے علیحدگی میں لے گیا اور کہنے لگا کہ

آپ مہربانی فرمائیں اور بابا جی سے عرض کریں کہ میرا سب مال و دولت بیوی بچے قبول فرمائیں اور مجھ پر خوش ہو جائیں جب میں نے یہ بات سنی تو میری آنکھوں میں آنسو آگئے اور سوچا کہ کتنا پیارا بھائی ہے کہ سلسلہ کی خاطر سب کو چھوڑا اور اپنا سب کچھ لٹا رہا ہے میں نے اس سے کہا کہ بابا جی آپ سے ناراض نہیں ہو سکتے اگر ناراض ہوتے تو گھر ہی نہ آتے البتہ اس نے بہت خدمت کی اور ہر معاملہ میں پیش پیش رہا اس نے دیگر بھائیوں کو خطوط لکھے مگر سردی اور دور ہونے کی وجہ سے کوئی نہ آسکا۔

معمول کے مطابق نماز عشاء کے بعد محفل سماع شروع ہوگی جس کمرہ میں قبلہ پیر صاحب تشریف فرما تھے جونہی قوالی شروع ہوئی تو گاؤں کے چند لوگ رائفلیں لیکر کمرے میں آگئے۔ میں نے قوالی جاری رکھی قبلہء عالم مراقبے میں تھے میں نے ایک گھنٹے تک قوالی کی مگر کوئی خاطر خواہ جواب نہ آیا تو میں نے اس علاقے (تلہ گنگ) کے ماہیے پڑھنا شروع کر دیئے تو ان مخالفین نے کہا کہ یہ کیسی قوالی ہے بند کرو۔ جب قبلہ عالم نے سر مراقبے سے اٹھا اور اپنا عصا مبارک نکالا اور کہا کہ قوال ہم نے بلائے ہیں یا آپ نے۔ تم تو بغیر روپے کے نواب ہو بغیر زمین کے نواب ہو۔ موچھوں والے نواب ہو قبلہ عالم نے انہیں برا بھلا کہا وہاں اہل خانہ میں سے کوئی نہ تھا قبلہ عالم بہت جلال میں آگئے میں ڈر رہا تھا کہ اللہ خیر کرے۔

اسی پر بابا جی اٹھے اور سب کو وہاں سے بھگا دیا لیکن صبح ہوتے ہی وہی سب لوگ آئے اور مرید ہوگئے بھائی یاسین کی بھی دلی خواہش تھی کہ یہاں اور بھائی ہونے چاہییے تو وہاں بہت سے بھائیوں کی کثرت ہوگئی۔

خلفائے عظام

آپ کے بہت سے خلفاء ہیں اور وہ سب اپنی مثال آپ رکھتے ہیں
حتیٰ کہ تمام خلفاء عظام پیرو مرشد کے حکم کی تعمیل کے ساتھ ساتھ ہر ایک نے بہتر سے بہتر نمونہ پیش کیا اور سلسلے کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا دین اور دنیا دونوں کی طرف راغب رہے اور بہتر سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور اپنے پیر کے نام کو روشن کیا اور اپنے پیر کو خوش کرنے کی خاطر اپنا تن من دھن سب کچھ لٹا دیا اگر ان کی زندگی پر فردا" فردا" کچھ لکھا جائے تو ہر ایک کی زندگی ایک مکمل کتاب ہے اور ان لوگوں نے اپنے پیرو مرشد کی بتائی راہ مستقیم کو اپنایا اور ہر سانس ذکر فکر میں بسر کیا۔ میں چند ایک کا نام درج کر رہا ہوں کیونکہ وقت کم ہے کبھی خدا نے چاہا تو انشاء اللہ وسیع پیمانے پر بات ہوگی

صوفی محمد بشیر صاحب کشمیر والے صوفی لعل محمد شاہ صاحب کشمیر والے جناب صوفی ولایت علی شاہ صاحب چنام شریف صوفی عنایت علی شاہ صاحب سوکہ، صوفی ولایت علی، صوفی خاکسار احمد صاحب ۔ صوفی محمد امین صاحب برطانیہ والے صوفی اشفاق صاحب ۔ صوفی اخلاق صاحب ۔ صوفی اقبال صاحب ۔ صوفی فرخ صاحب صوفی بشیر صاحب ۔ پران شریف ۔ شاہ صاحب میران شریف ۔ صوفی محمد امین ۔ صوفی رحمٰن شاہ صاحب مہ کسوال، صوفی نور محمد شاہ صاحب رحیم یار خان صوفی محمد بشیر صاحب خلاص پور، بابا حفیظ اللہ شاہ صاحب ملتان، جناب ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کشمیر صوفی عبدالرحمٰن کشمیر صوفی اکبر علی شاہ صاحب کشمیر ۔ صوفی محمد صادق صاحب (باہنی والا صوفی میجر ناصر حسین شاہ صاحب صوفی نثار احمد شاہ صاحب، جناب صوفی دلدار احمد شاہ صاحب، قبلہ صوفی مظہر شاہ صاحب صوفی محمد ایوب شاہ صاحب، صوفی محبوب شاہ صاحب، صوفی محمد امین منڈی صادق گنج، صوفی محمد نواز شاہ صاحب،

صوفی حاجی محمد افضل شاہ صاحب ' صوفی احمد شاہ صاحب ' جناب صوفی محمد نذیر عاصی شاہ صاحب ' صوفی عبدالغنی شاہ صاحب صوفی محمد حیات شاہ صاحب ' صوفی ذوالفقار شاہ صاحب صوفی محمد اسلم شاہ صاحب ' صوفی پیر نیاز احمد شاہ صاحب صوفی ضیاء الحق شاہ ضیاء صاحب فیصل آباد ' حاجی محمد ریاض صاحب صوفی منظور صاحب صوفی محمد بشیر شاہ صاحب ۔ حاجی آفتاب صاحب ۔ صوفی گلزار شاہ صاحب۔ صوفی سرور شاہ کشمیری صاحب ۔ صوفی شمس الدین کشمیری ۔ صوفی یوسف صاحب ۔ صوفی سرور صاحب ملتان ۔ صوفی اختر علی شاہ۔ صوفی محمد خان چھوٹی ۔ صوفی غلام محمد کوہاٹ ۔ صوفی انار صاحب ۔ صوفی شوکت علی ۔ صوفی اخلاق صاحب ۔ صوفی نعیم صاحب۔ صوفی منظور صاحب ۔ صوفی رحمت صاحب ۔ صوفی یوسف صاحب ۔ صوفی طفیل صاحب ملتان ۔ صوفی منیر صاحب فیصل آباد ۔ صوفی منظور صاحب پشاور ۔ صوفی مسعود خان راولپنڈی ۔ صوفی ایم اے ستی صاحب ۔ صوفی نثار احمد صاحب کشمیری ۔ صوفی ادریس صاحب کشمیر ۔ صوفی نثار احمد صاحب کشمری ۔ صوفی ادریس صاحب کشمیر ۔ صوفی پٹواری محمد اکرم صاحب صوفی ایوب شاہ صاحب ۔ صوفی اصغر صاحب ۔ پران صوفی ارشد صاحب ۔ صوفی بشیر صاحب ۔ صوفی رشید صاحب ۔ صوفی عزیز صاحب ۔ صوفی سلمان شاہ ۔ صوفی انور شاہ صاحب ۔ صوفی محمد حسین ۔ صوفی عاشق حسین صاحب کشمیری ۔

سرکار کے پسندیدہ اشعار

جو اشعار باباجی قبلہ اپنی زبان اقدس سے موقع پر ارشاد فرماتے ہیں ان میں چند اشعار درجہ ذیل ہیں ۔

محو تسبیح تو سب ہیں مگر ادراک کہاں
زندگی خود ہی عبادت ہے مگر ہوش کہاں
خوش ہم سے رہیں جاناں ہم عید اسے کہتے ہیں
بس ایک کا ہوجانا توحید اسے کہتے ہیں

جس جا نظر آتے ہو سجدے وہیں کرتا ہوں
اس سے نہیں کچھ مطلب کعبہ ہو یا بت خانہ
مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے
مجاز عین حقیقت ہے با صفا کیلئے
بتوں کو دیکھ رہا ہوں فقط خدا کیلئے
گلہ نہیں جو گریزاں ہیں چند پیمانے
نگاہ یار سلامت ہزار میخانے
جو کافر عشق کے ہیں انکے مندر اور ہوتے ہیں
نرالی ان کی پوجا ان کے ٹھاکر اور ہوتے ہیں
کبھی اپنا بھی نظارہ کیا ہے تو نے اے مجنوں
کہ لیلی کی طرح تو خود بھی ہے محمل نشینوں میں
عاشقی چیست بگو بندہ جاناں بودن
دل بدست دگراں دادن و حیران بودن
در سینہ نصیرالدین جز عشق نمی گنجند
ایں طرفہ تماشہ بیں دریا بہ حباب اندر
ہے نیڑے سو سو جھت تایں لعنت ایسی زند
تلسی اس سنسار کو پے گیا موتیا بند
کعبے کی طرف جاکے میرا دھیان پھر گیا
اس بت کو دیکھتے ہی ایمان پھر گیا
بگرو کعبہ کہ گردم کے روئے یار من کعبہ
کنم طواف میخانہ بیو سم پائے مستاں را
روم در بت کدہ شینم بہ پیش بت کنم سجدہ

اگر یابم خریدارے فروشم دین و ایماں

کعبہ بنگام خلیل بر آزار است

دل گزر گاہ جلیل قادر است

صد ہزار کعبہ یک دل بہتر است

دل بدست آور کہ حج اکبر است

بھیکا سر لہو کی تو نبھڑی جوہر ہیرے کی کان

جے سردتیاں ہر ملے تو تادیں سستا جاں

مالا جیوں نہ نام لوں مکھ سے کہوں نہ رام

رام ہمارا ہم کو جپے اور ہم کریں بسرام

اپنے ہستی کے سوا غیر کو سجدہ ہے حرام

مذہب پیر مغان مشرب رنداں ہے یہی

اول و آخر یہی ظاہر و پنہاں ہے یہی

یہ جو صورت ہے میری صورت جاناں ہے یہی

جے توں گم ہوویں وچ اسدے اپنی چھوڑ نشانی

ایہہ توحید محمد بخشاد ہے کون زبانی

سجدہ کرکے قدم یار یہ قرباں ہونا

یوں لکھا ہے میری قسمت میں مسلماں ہونا

اے فناہ اب نہ کنارہ ہے نہ کشتی ہے نہ موج

میں کہاں غرق ہوا اور کہاں جانکلا

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں

وہ نکلے میرے ظلمت خانہ دل کے مکینوں میں

دل و نگاہ میں تصویر یار رہتی ہے

میرے چمن میں ہمیشہ بہار رہتی ہے

اپنی ہستی کا اگر حسن نمایاں ہوجائے
آدمی کثرت انوار سے حیراں ہوجائے
غم عاشقی کہاں تھا بھلا آدمی سے پہلے
نہ جلا چراغ الفت تیری روشنی سے پہلے

غزلیات

کسی مخصوص دل کو عشق کے الہام ہوتے ہیں
محبت معجزہ ہے معجزے کب عام ہوتے ہیں
تڑپ اے دل گل امید شاید کھلنے والا ہے
محبت کرنے والے کیا کبھی ناکام ہوتے ہیں
یہ کیسی بندگی ہے سجدہ ہو محروم جلوہ سے
نظارے اہل دل کو باخدا ہر گام ہوتے ہیں
کوئی مجنوں کوئی وحشی کوئی دیوانہ کہتا ہے
لغت میں عشق کی عاشق کے کیا کیا نام ہوتے ہیں
کمال ایسا نہ ہو بھٹکے قدم راہ محبت میں
وفا والے ہمیشہ مورد الزام ہوتے ہیں

۲

من کے مندر میں تیری تصویر کی پوجا کروں
تو مجھے دیکھے نہ دیکھے میں تجھے دیکھا کروں
چھوڑ کر تسبیح مصلی حسن کو سجدے کروں
آستانہ یار سے ایمان کا سودا کروں
ہرگھڑی ہے یار کی صورت نظر کے سامنے
اس سے بڑھ کر اور قرآن کی تلاوت کیاکروں

اپنی ہستی کا نہ ہو احساس اک پل کیلئے
یار کے دامن سے ایسا خود کو وابستہ کروں
عشق بخشا تو پھر ایسی نظر بھی بخش دے
ذرے ذرے میں تمہارے حسن کو دیکھا کروں
جو بھی ہوتا ہے اسی چوکھٹ پہ ہوگا اے فنا
یار کی چھوکھٹ پہ رہ کر فکر عقبہ کیوں کروں

۳

میرا خاموش رہ کر بھی انہیں سب کچھ سنا دینا
زباں سے کچھ نہ کہنا دیکھ کر آنسو بہا دینا
میں اس حالت سے پہنچا حشر والے خود پکار اٹھے
کوئی فریاد کرنے آرہا ہے راستہ دینا
اجازت ہو تو کہہ دوں قصۂ الفت سر محفل
مجھے کچھ تو فسانہ یاد ہے کچھ تم سنا دینا
میں مجرم ہوں مجھے اقرار ہے جرم محبت کا
مگر پہلے خطا پر غور کرنا پھر سزا دینا
قمر وہ سب سے چھپ کر آرہے ہیں فاتحہ پڑھنے
کہوں کس سے کہ میری شمع تربت بجھا دینا

۴

تیری اک نگاہ کی قیمت میری ساری زندگانی
گر تو قبول کرلے یہ ہے تیری مہربانی
تیرا درد میرا درماں تیرا غم میرا مداوا
تیرے دم سے بج رہا ہے میرا ساز زندگانی

تو ہی میری راہ بخشش تو ہی میرا قبلہ و کعبہ
تا ابد جھکی رہے گی تیرے در پہ یہ پیشانی
تیرے ہاتھوں بک چکا ہوں میری جان و دل کے مالک
ذرا اب تو میرے سن لے میری دکھ بھری کہانی
کوئی شاہ ہو یا گدا ہو مجھے اس سے واسطہ کیا
تیرے در کی بھیک مجھ کو ہے تاج سلیمانی
نسبت شیخ سے مٹ جائے پریشان ہونا
ہے یہ تصدیق رضاء یار پہ قرباں ہونا
دنیا و عقبہ نہ سہی اس کی تو پرواہ ہی نہیں
شرط ہے ہاتھ میں اس یار کا داماں ہونا
درگاہ ذات سے مانگو تو یہی کچھ مانگو
مرد کامل کی نگاہوں کامہرباں ہونا
جذبہ عشق کہوں یا کہ تصور کا کمال
ان کی تصویر کا میرے دل میں نمایاں ہونا
منزل عشق میں ہمراہ نہ ہوگر خودی میری
ہے یہ سامان میرا بے سر و ساماں ہونا
خوب ہے جلوہ گری خوب ہے پردہ داری
مجھ میں اظہار ہوکے مجھ سے بھی پنہاں ہونا
عقل کہتی ہے تیری ہستی کا پردہ نہ اٹھے
عشق کہتاہے ذرا چاک گریباں ہونا
وہ ملے مجھ کو ضیاء مرشد و ہادی ہو کر
جن کو آتا ہے میرا جسم میری جاں ہونا

زندگی نے ساتھ دیا تو پھر کسی موقع پر اسے مزید نکھارنے کی کوشش کروں گا" یار زندہ صحبت باقی۔"



قادری محمد طفیل

درباری قوال آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف

قصور